بیاضِ واحدی

سوال: دہ در دہ حوض میں نظر آنے والی نجاست گر جائے تو کیا اس سے وضو جائز ہے؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر زیرِ بحث مسئلہ میں روایات مختلف فیہ ہیں۔ بحرالرائق کے مطابق ظاہری اعتبار سے ترجیح اس قول کو ہے کہ اس جگہ سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ پانی کے تین اوصاف سے ایک میں بھی تبدیلی واقع نہ ہو۔ فاضل مصنف لکھتے ہیں کہ "یہ ایسا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے، جو نجاست گرنے کی صورت میں ناپاک اسی وقت ہوگا جب اس کا کوئی وصف بدل جائے۔" مذکورہ کتاب کا یہ قول کہ "جاری پانی کے حکم میں ہے۔" اس میں اشارہ ہے کہ جس جگہ نجاست گرے وہ ناپاک نہیں ہوتی۔ یہ قول امام ابویوسف سے مروی ہے اور بخارا کے مشائخ نے اسے اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہی مختار مذہب ہے، جیسا کہ "التبیین" میں ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ اس قول کی تصحیح کرنی چاہئے۔ یعنی نجاست نظر آنے اور نظر نہ آنے کا فرق نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ دلیل پانی زیادہ ہونے کی صورت میں مطلوب و مؤثر نہیں ہے، اس لئے کہ کثیر پانی سرے سے ناپاک ہوتا ہی نہیں، مگر جب اس میں نجاست گرے اور فوراً پانی بدل جائے۔ اس مسئلہ پر علماء کا اتفاق ہے۔ "النصاب" میں بحوالہ شرح منیۃ المصلی ہے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے۔ درمختار میں ہے کہ یہی بڑے برتنوں کا حکم ہے، جن میں نجاست گرے اور پانی میں نجاست کا اثر اگرچہ گرنے کی جگہ پر نظر نہ آئے، اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ عالمگیریہ میں اس کے برعکس قول ہے (اس میں سوال ہے کہ) کیا وہ جگہ ناپاک ہوگی جہاں نجاست گرے؟ (جواب میں فرمایا کہ) نظر آنے والی نجاست گرے تو علماء کے اجماع سے جگہ ناپاک ہوجائے گی اور جس جگہ نجاست گرے وہاں سے چھوٹے حوض جتنا دور بیٹھ کر وضو کرے۔ نجاست نظر نہ آنے کی صورت میں بھی عراقی مشائخ کا یہی حکم ہے۔ بخارا کے مشائخ کے نزدیک جہاں نجاست گرے، اس جگہ سے وضو کرسکتا ہے، جیسا کہ "الخلاصہ" میں ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ "السراج الوہاج" میں اسی طرح ہے۔ چھوٹا حوض چار بائی چار ہاتھ ہوتا ہے جیسا کہ "الکفایہ" میں ہے۔ البحر کی عبارت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ مبسوط اور مفید میں اس قول کی اس طرح تصحیح کی گئی ہے کہ نجاست گری ہوئی جگہ ناپاک ہوجائے گی۔ "قدوری" میں بھی اسی طرف اشارہ ہے، فرماتے ہیں کہ دوسری طرف سے وضو جائز ہے۔ ابوالحسن کرخی فرماتے ہیں کہ جس پانی جس میں نجاست گرے، اس سے وضو ناجائز ہے، اگرچہ جاری ہو اور یہ قول صحیح ہے۔ امام زیلعی فرماتے ہیں کہ جیسا کہ مصنف نے بیان کیا ہے، اس کی بنا پر مسئلہ زیر بحث کے لئے ایسی کوئی دلیل نہیں کہ نجاست گری ہوئی جگہ ناپاک نہیں ہوتی، کیونکہ مصنف موصوفؒ نے اسے گویا جاری پانی قرار دیا ہے، پس جب جاری پانی میں نجاست گرنے سے وہ جگہ ناپاک ہوجاتی ہے تو غیر جاری پانی کی صورت میں وہ جگہ بطریق اولیٰ ناپاک ہوجائے گی۔ "بدائع" میں ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق جس جگہ نجاست گرے، وہاں وضو نہیں کیا جاسکتا، دوسری جانب سے وضو کیا جاسکتا ہے۔ یعنی چھوٹے حوض کی مسافت پر بیٹھ کر وضو کرے۔ قاضی خان بھی اسی قول کی طرف گئے ہیں۔

آپ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ جس جگہ نجاست گرے، وہاں وضو کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں دونوں اقوال کو

ترجیح دینے کے لئے علامات اور دلائل ہیں مگر جواز کے قول کو اس طرح لکھا گیا ہے کہ ''اس پر فتویٰ ہے۔'' یا ''اس پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔'' جیسا کہ اوپر گزرا۔ عدم جواز کے قول کو ''صحیح'' اور ''اصح'' لکھا گیا ہے۔ درمختار میں ہے کہ لفظ ''فتویٰ''۔ ''صحیح'' سے اور ''به یفتی''۔ ''الفتویٰ علیه'' سے زیادہ تاکید کے لئے ہوتا ہے۔ وضو کے جواز کی ترجیح کو ظاہر روایت کی بنا پر رد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ (اگرچہ) بحوالہ بحر بدائع کے مصنف فرماتے ہیں کہ کسی مسئلہ میں فتویٰ مختلف فیہ ہو تو ظاہر روایت کو ترجیح ہوگی۔ لیکن درحقیقت یہاں اختلاف فتویٰ میں نہیں، بلکہ نزاع اس امر میں ہے کہ کون سا قول صحیح ہے اور کس پر فتویٰ ہے؟ اس باب میں جیسا کہ بیان ہوچکا، ترجیح سے آپ واقف ہیں، پس عموم بلوئ کی بنا پر زیر بحث مسئلہ میں جواز پر عمل ہے، چنانچہ بحوالہ معراج الدرایہ، بحوالہ مجتبیٰ بحر میں اسی طرف اشارہ ہے کہ عمومی تکلیف کے ازالہ کی بنا پر ایسی جگہ وضو کرنا جائز ہے، جہاں نجاست گرے۔ بخارا کے مشائخ نے یہی قول عموم بلوئ کی بنا پر اپنایا ہے، وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ پانی میں تحرک سے قبل استنجا کی جگہ سے بھی وضو جائز ہے۔ اس مسئلہ میں اللہ رب العزت نے میرا شرح صدر اسی طرح فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: کھال رنگنے والے دھوپ یا مٹی میں اس کی نجاست وخباثت اور ناپاکی ختم کرتے ہیں، اس کے بعد ناپاک پانی کے حوض میں ڈال دیتے ہیں، خشک ہونے پر تیل میں ڈالتے ہیں۔ اس صورت میں تیل پاک ہے یا نہیں؟ اگر ناپاک ہے تو اس حوض کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: ظاہر ہے کہ کھال کو رنگنے کا طریقہ وہی ہے جس سے بدبو ختم ہو، جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ جس طریقے سے کھال کی بدبو اور نجاست ختم ہو، وہی اسے رنگنے کا طریقہ بھی ہے، خواہ اسے دھوپ میں رکھا جائے یا مٹی میں ڈالا جائے۔ عالمگیریہ میں ہے کہ کھال دواؤں سے حقیقی طور یا مٹی میں ڈال کر یا دھوپ میں رکھ کر حکماً پاک کی جائے یا ہوا میں اسے اچھالا جائے، اس سے کھال پاک ہوجاتی ہے۔ حکمی طریقے سے رنگنے کے بعد اگر اسے پانی لگ جائے تو راجح قول کے مطابق پھر ناپاک نہیں ہوگی (بحر) رہا معاملہ مرے ہوئے جانور کی رنگی ہوئی کھال کا جسے بعد میں پانی لگ جائے، تو شارح کہتے ہیں کہ اس کے بارے میں دو روایات ہیں لیکن کتب متن متفق ہیں کہ رنگنے کے بعد وہ بھی پاک ہوتی ہے کیونکہ علماء فرماتے ہیں کہ جو بھی کھال رنگی جائے وہ پاک ہے، جس کا تقاضا ہے کہ پھر وہ ناپاک نہیں ہوتی۔ عالمگیریہ میں ہے کہ اگر کھال حقیقی اعتبار سے رنگی جائے اور پھر اس میں پانی لگ جائے تو نجاست اس میں نہیں لوٹے گی۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ معنوی اور حکمی طہارت کی حالت میں بھی ناپاکی نہیں لوٹتی۔ (المضمرات) نیز جاننا چاہئے کہ حقیقی اعتبار سے کھال رنگی جائے یا حکمی اعتبار سے، مذکورہ بالا حکم تب ہے جب کھال مردار جانور کی ہو۔ ذبح کرکے جس جانور کی کھال استعمال کی جاتی ہے اسے سرے سے رنگنے کی ضرورت ہی نہیں، جیسا کہ درمختار میں ہے کہ جو کھال رنگنے سے پاک ہوتی ہے، مختار مذہب کے مطابق جانور کو ذبح کرنے سے بھی پاک ہوجاتی ہے اگرچہ اس جانور کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ جو کھال رنگ کر پاک کی جاتی ہے، وہ ذبح سے بھی پاک ہوجاتی ہے کیونکہ رنگنے سے جو رطوبات ختم ہوجاتی ہیں، ذبح سے بھی ختم ہوجاتی ہیں۔ رہا مسئلہ دھوپ اور مٹی میں رنگی ہوئی کھال کو ناپاک پانی میں ڈالنے کا تو ظاہر ہے کہ گندے پانی میں خلط ملط ہوجانے کی بنا پر وہ ناپاک ہی ہوگی۔ جن بڑے برتنوں یعنی ڈرم وغیرہ میں گندا پانی ڈال کر کھال کو رنگا جاتا ہے، ان کو خالی کرکے تین بار دھویا جائے، جیسا کہ ان برتنوں کا حکم ہے جن میں ناپاکی پڑجاتی ہے اور اسی طریقہ سے ان کو پاک کیا جاتا ہے اور ہر بار ان کو خشک کیا جائے گا۔ کیونکہ پلیتی کو ختم کرنے میں سوکھنے کے عمل کا اثر ہوتا ہے۔ خشک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دھو کر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ پانی کے قطرات ختم ہوجائیں، اس کا بالکل ختم ہونا شرط

نہیں، واللہ اعلم بالصواب (حررہ فقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: اشباہ میں ہے کہ جو خون ذبح کردہ جانور کے گوشت پر باقی رہے، اگر وہ سالن میں شامل ہوجائے تو جائز ہے، کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو جائز نہیں۔ کیا یہ عبارت قابل اعتبار ہے؟ بیان فرمائیں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر ناپاک وہی خون ہے جو جاری ہو۔ ذبح کردہ جانور پر جاری خون لگا ہوا ہو تو ناپاک ہے اگر جاری نہیں ہے تو پاک ہے۔ قطع نظر اس امر سے کہ سالن میں شامل ہوجائے یا کسی اور چیز میں مل جائے۔ (تنویر الاذہان والضمائر) بحر میں ہے کہ سوائے خون شہید کے ہر بہنے والا خون ناپاک ہے۔ بنابریں ذبح شدہ جانور کا چپکا ہوا خون پاک ہے۔ پس اگر کپڑے پر لگا خون بھی بہتا نہیں تو ناپاک نہیں، بہتا ہو تو ناپاک ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) غالبًا علامہ حموی کے نزدیک بہتا ہوا خون مراد ہے جو گوشت اور کپڑے پر لگ جائے تو عمومی تکلیف اور حرج کی وجہ سے اسے معاف قرار دیا ہے۔ سالن میں بہتے خون کے جواز کے بارے میں اثرِ صحابیؓ رسول ﷺ منقول ہے، جیسا کہ تنویر کا قول اسی طرف اشارہ کررہا ہے کہ "رہا چپکا ہوا خون۔۔۔" اسی بنا پر اس کا کھانا حلال قرار دیا ہے۔ اگرچہ پکاتے وقت اس خون کی سرخی یا زردی نظر آجائے، تو بھی اس میں حرج نہیں ہے، کیونکہ اس کے جواز کے بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آثار منقول ہیں۔ (حررہ فقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: شرح وقایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب پاخانہ کی جگہ سے کسی بھی چیز کا نکل کر اپنی جگہ سے تجاوز کرنا وضو توڑنے کا سبب ہے، جبکہ درمختار میں بحوالہ قہستانی منقول ہے کہ جب تک کوئی مادہ ورم سے باہر نہ نکلے وضو نہیں ٹوٹتا۔ بظاہر دونوں اقوال میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ ورم سے مراد سوجن ہے۔

جواب: بظاہر مذکورہ بالا دونوں کتابوں کے اقوال میں اختلاف نہیں، کیونکہ شرح وقایہ میں مسئلہ کی یہ نوعیت بیان شدہ ہے کہ جو چیز پیشاب پاخانہ یا کسی اور جگہ سے نکلے اور وہ ناپاک ہو اور اس جگہ کی طرف بڑھے جو پاک ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ ورم پاک جگہ کے حکم میں شامل نہیں۔ بحر میں اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ ورم زخم کا مرکز ہے۔ اس میں پیپ وغیرہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا، جب تک اس کا مادہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے، کیونکہ ورم کا مرکز دھونا واجب نہیں۔ پس پاک جگہ کی طرف نہ بڑھے تو وہ پاک ہونے کے حکم میں ہے۔ اس لئے زخم کے وضو نہ توڑنے کا مطلب ہے کہ اس کا مادہ اس جگہ کی جانب نہ بڑھے جس کا دھونا وضو میں پاک ہے، یہی بات وضو توڑنے میں شرط ہے، جیسا کہ شرح وقایہ وغیرہ میں ہے، واللہ اعلم بالصواب (حررہ فقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: کیا دھوئے ہوئے عضو کی تری سے دوسرا عضو دھونا جائز ہے؟

جواب: ظہیریہ میں ہے کہ جب وضو میں ایک عضو کی تری دوسرے عضو کی جانب منتقل ہو تو جائز نہیں، غسل میں جائز ہے بشرطیکہ تری بہتی ہوئی ہو۔ مختار الفتوٰی میں ہے کہ وضو میں ایک عضو سے دوسرے عضو کی جانب تری منتقل کی جائے تو جائز نہیں، ایک ہی عضو کی طرف منتقل ہو تو جائز ہے۔ غسل میں تری بہتے ہوئے پانی کی صورت میں ہو تو جائز ہے، واللہ اعلم (حررہ الفقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: اگر دودھ میں انتہائی قلیل مقدار میں گوبر کے ذرات پڑ جائیں تو کیا ناپاک ہوجائے گا؟ اس ضمن میں فاضل علامہ میاں عبدالرحیم کا قول نقل کیا جاتا ہے کہ دال مونگ کے دانہ جتنا گوبر معاف ہے، یہ قول صحیح ہے یا نہیں وضاحت فرمائیں۔

جواب: کتب فقہ سے جو بات منقول ہے وہ یہ ہے کہ اگر دودھ کاڑھتے وقت ایک دو مینگنی اس میں گر جائے اور فورًا نکال پھینکی جائے تو عمومی حرج کی بنا پر دودھ ناپاک نہیں ہوگا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ دودھ نکالتے وقت ایک دو مینگنی اس میں گرے تو علماء فرماتے ہیں کہ نکال پھینک دی جائے اور دودھ استعمال میں لایا جائے کیونکہ ضرورت کے تحت جائز ہے۔ یہی بات بحر میں بھی ہے۔ نہایہ، غایۃ البیان، معراج میں یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ فی

الفور گری ہوئی مینگنی نکالی جائے یہاں تک دودھ میں اس کا رنگ نظر نہ آئے۔ فتح القدیر میں اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ دودھ نکالتے وقت عادۃً بکری مینگنی کرتی ہے پس بوجہ ضرورت ایسا دودھ استعمال کرنا جائز ہے۔ اور بعد میں اس میں مینگنی نظر آجائے تو جائز نہیں۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ معمول کے مطابق دونوں حالتیں یکساں نہیں، پس اگر دیر سے مینگنی دودھ میں نظر آئے تو ناپاک ہوگا۔ اس ضمن میں نجاست کی مقدار کم یا زیادہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا، کیونکہ نجاست کم ہو یا زیادہ بہتی ہوئی چیز میں پڑ جائے تو اسے ناپاک کردیتی ہے۔ کیا آپ کو فقہائے کرام کا یہ قول معلوم نہیں کہ پیشاب جب سوئی کے سرے کے برابر ہو کر جسم یا کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو معاف ہے، مگر درمختار میں ہے کہ جب وہ بھی کم پانی میں پڑ جائے تو زیادہ صحیح قول کے مطابق پانی نجس ہوجائے گا۔ عالمگیری میں ہے کہ مذکورہ صورت میں پانی ناپاک ہوجائے گا، اس کا استعمال کرنا معاف نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: زخم پر پٹی (پلستر) باندھنے والا مجبور و معذور نہ ہو تو اس پر باندھنا واجب ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

جواب: ظاہر ہے کہ اس پر پٹی باندھنا واجب ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے کہ جب معذور بہتے ہوئے (خون وغیرہ) کو پٹی یعنی پلستر یا گھاس باندھ کر روکنے کی سکت رکھے یا کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھتا ہے تو خون رک جاتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ خون کو روکے۔ ایسا کرنے کی اس میں قدرت ہو تو اسے معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ درمختار میں ہے کہ حتی الممکن خون کو روکے رکھے یہاں تک کہ اسے روکنے کی خاطر اشارہ سے نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔ روکنے کی استطاعت رکھے تو وہ مجبور قرار نہیں دیا جائے گا۔ جامع الرموز میں ہے کہ پٹی، گھاس پھوس باندھنے یا بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پڑھ کر بھی (بہنے والے) مادہ کو روکے۔ اس کی قدرت رکھنے کے باوجود اس کی کوشش نہ کرے اور اسی حالت میں نماز پڑھے تو اس کے لئے جائز نہیں، واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: جانور کے تازہ پیدا شدہ بچھڑے پر جو رطوبت ہوتی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: ظاہر یہ ہے کہ یہ رطوبت معدنی یعنی جائے پیدائش کی ہے، پس اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا جیسا کہ انڈہ کی زردی کا حکم ہے، چنانچہ یہی بات ہدایہ کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتی ہے جس میں ہے کہ جو چیز پانی میں زندہ رہتی ہو اگر وہ اس میں مرجائے تو اس سے پانی فاسد نہیں ہوگا، امام شافعی کے نزدیک پانی فاسد ہوجائے گا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی چیز اپنے معدن یعنی جائے پیدائش میں مرجائے تو اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، مثلاً انڈے کی زردی۔ فتح القدیر میں ہے کہ یہی حکم اس بچھڑے کا ہے جو شکم مادر سے گر جائے، اس پر رطوبت لگی ہوئی ہو یا وہ خشک ہو، کیونکہ وہ اپنی جائے پیدائش میں تھا۔ بحر میں ہے کہ ائمہ دین میں اختلاف کی بنیاد یہ بات ہے کہ شکم مادر یا رحم مادر پاک ہے یا ناپاک؟ امام ابویوسف اور محمد کہتے ہیں کہ ناپاک ہیں، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ناپاک نہیں ہے۔

(نوٹ: اصل میں جملہ میں الٹ پلٹ ہے، جملہ درست کردیا گیا۔ مترجم)

امام ابوحنیفہ کے قیاس کے مطابق علماء فرماتے ہیں کہ بچھڑا شکم مادر سے باہر گرے، خواہ اس میں رطوبت ہو یا نہ ہو، پھر پانی میں گر جائے تو پانی نجس نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنی جائے پیدائش میں تھا۔ فتح القدیر میں بھی یہی بات ہے۔ مراد وہ رطوبت ہے جس میں بچھڑا خلط ملط ہوجائے، اگرچہ خون کی مانند نجس ہو۔ کیونکہ جب جائے پیدائش میں وہ نجاست بچھڑے کو لگے تو اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اس لئے کہ خون کے نجس ہونے کا حکم اسی وقت لگایا جاتا ہے جب اپنی جگہ سے نکل کر اس جگہ کی طرف بڑھے جو پاک ہو، نہ یہ کہ اس جگہ موجود ہونے سے ناپاک ہوگا جو اس کا مرکز ہے۔ بچھڑے میں چپکا ہوا خون دراصل اس کی جائے پیدائش میں لگ جاتا ہے نہ باہر۔ لٰہذا پیدا شدہ وہم دور ہوگیا۔ اس تصریح کا تقاضا ہے کہ جو خون کسی چیز

میں لگ کر باہر نکلے وہ ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ از خود اپنی جگہ سے نکل کر نہیں بہا بلکہ کسی اور چیز کے ذریعہ باہر آیا ہے۔ اس واضح فرق کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ خون کی ان دونوں حالتوں کو آپس میں مشابہ سمجھنا اور خلط بحث کرنا قلت فہم و تدبر کا نتیجہ ہے۔ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحبین کے برعکس، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اپنے محل و مرکز سے نکلنے والی نجاست پاک ہے، مثانہ میں بحوالہ قنیہ ہے کہ اس نجاست کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، جو جائے پیدائش میں ہو۔ یہی بات شرح منیۃ المصلی میں بھی مذکور ہے۔ تاتار خانیہ میں بحوالہ الحجۃ مرقوم ہے کہ بچھڑے کی پیدائش کے وقت جو رطوبت اس پر لگی ہوتی ہے، پاک ہے۔ خزانۃ الاکمل میں ہے کہ یعنی صاحبین کے برعکس، امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاک ہے۔ پس عقد اللالی وغیرہ جیسی بعض کتب میں جو تحریر ہے کہ ناپاک ہے تو اس کا انحصار صاحبین کے قول پر ہے جیسا کہ وہیں اس کی وضاحت مذکور ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ پیدا ہوتے وقت بچھڑا رطوبات میں خلط ملط ہو تو ناپاک ہے، اگر اسے چرواہا اٹھائے اور اس کی رطوبت کپڑے پر ایک درہم سے زائد لگ جائے تو اس میں نماز جائز نہیں۔ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جواب امام ابویوسف و محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسا بچھڑا تر ہو یا خشک ہو، وہ پاک ہے کیونکہ وہ اپنی جائے پیدائش میں تھا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: وضو کے بعد دودھ، لسی وغیرہ پیئے یا کھانا کھائے تو کلی کرنا مستحب ہے یا لازم، اور بغیر کلی کیے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

جواب: ظاہر ہے کہ دودھ میں تری ہو تو پی کر کلی کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا، پھر کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس میں تری ہوتی ہے۔ (بخاری مسلم) مشکوٰۃ میں ہے کہ ہر وہ چیز کھا پی کر کلی کرنا مستحب ہے، جس میں تری ہو۔ سوید بن نعمانؓ کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح خیبر کے سال نکلے، یہاں تک کہ جب (ایک جگہ) صہبا پہنچے تو نماز پڑھی۔ پھر کھانا طلب فرمایا، ستو خدمت میں پیش کیے گئے۔ اُنہیں بھگونے کا حکم فرمایا۔ پھر خود بھی تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا۔ پھر اٹھے اور کلی فرمائی تو ہم نے بھی کلی کی۔ اس کے بعد نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری) حدیث سے ظاہر ہوا کہ دودھ پینے اور ستو کھانے کے بعد کلی کرنا اور اس کے بعد نماز ادا کرنا سنتِ رسولؐ ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ بُعدہٗ کلی کرنا مستحب ہے، جیسا کہ بیان ہوا۔ اگر بغیر کلی کے نماز پڑھے گا تو بھی صحیح ہے، کیونکہ مستحب چھوڑنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ لفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: کھال رنگنے کے بعد نجاست میں گرجائے اور اس سے کوئی چیز تیار کی جائے، تو کیا اس سے بنی ہوئی چیز کے خشک ہونے اور نجاست کے اثر ختم ہونے کے بعد اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا اسے دھویا جائے، بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر اگر کھال میں ایسی نجاست لگ جائے جس کا جسم ٹھوس ہو تو اسے ہاتھ یا پاؤں سے رگڑ کر پاک کیا جائے، بشرطیکہ نجاست خشک ہو۔ ناپاکی مرطوب ہو تو دوسرے تمثّی بہ قول کے مطابق جس پر فتویٰ دیا جاتا ہے، اسے اچھی طرح ہاتھ سے رگڑ کر پاک کیا جائے، یہاں تک کہ اس میں نجاست کا اثر باقی نہ رہے۔ اگر نجاست بذات خود ٹھوس جسم والی نہ ہو، اور مٹی سے مل کر ٹھوس جسم والی بن جائے تو صحیح اور فتویٰ دیئے گئے قول کے مطابق وہ رگڑنے سے پاک ہوجائے گی۔ چنانچہ عالمگیریہ میں ہے کہ اگر اس پر ایسی نجاست لگ جائے، جس کا جسم ٹھوس ہو مثلاً پاخانہ، گوبر وغیرہ، تو اگر خشک ہو تو رگڑ کر اسے پاک کیا جائے، اگر مرطوب ہو تو ظاہر روایت کے مطابق پاک نہیں ہوگی۔ امام ابویوسف کا قول ہے کہ جب اسے اچھی طرح رگڑا جائے، یہاں تک نجاست کا اثر باقی نہ رہے تو پاک ہوجائے گی۔ اور عموم بلوٰی کی بناء پر اسی پر فتویٰ ہے۔ اگر نجاست کا جسم ٹھوس نہ ہو مثلاً

شراب، پیشاب...... وغیرہ ایسی نجاستوں پر مٹی مل جائے یا ڈالی جائے تو رگڑنے سے پاک ہوجائے گی۔ یہ قول بھی صحیح ہے۔ کتاب التبیین میں اسی طرح ہے۔ نظریہ ضرورت کے مطابق اسی پر فتویٰ ہے۔ (معراج الدرایہ) فتویٰ الحجۃ میں ہے کہ جب اُون پر جسم رکھنے والی نجاست لگے اور خشک ہوجائے تو رگڑنے کے بعد پاک ہوجائے گی، جس طرح موزے پاک ہوتے ہیں۔ (مزمرات) واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد سیوستانی)

سوال: کتے نے خشک آٹے کی بوری وغیرہ سے کچھ کھایا، اب باقی ماندہ آٹے کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیا ایسا آٹا پکانا اور تقسیم کرنا جائز ہے؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر باقی ماندہ آٹا پاک ہے، صرف وہی حصہ ناپاک ہوگا جو کتے کی رال میں خلط ملط ہوجائے۔ اگر اُس آلودہ حصے کو نکال پھینک دیا جائے تو باقی پاک ہوجائے گا۔ لیکن اگر آلودہ آٹا اس طرح خلط ملط ہوجائے، جسے جدا نہیں کیا جاسکتا تو اس کا حکم اس آلودہ گندم کا ہے جو پیشاب لگ جانے کی وجہ سے ناپاک ہوجائے اور تقسیم، یا ہبہ کرنے اور بیچنے کے بعد اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا' جیسا کہ درمختار میں ہے۔ اسی طرح کپڑے کے مسئلے کی مانند اس کے ہر حصے میں نجاست لگنے سے ہر قسم کا شک و شبہ ختم ہوجائے گا۔ ''اشباہ'' میں ہے کہ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ جن اشیاء کو پاک کرنا مقصود ہو، ان کے دو حصے تقسیم کیے جائیں، اگر گندم ناپاک ہو، پھر اس کا کچھ حصہ تقسیم کیا جائے تو باقی پاک ہوجائے گی۔ ''تحقیق'' میں ہے کہ اس طرح پاک نہیں ہوگی، البتہ شک کے فائدے کی بنا پر اُس سے فائدہ لینا جائز ہے۔ اگر سوال میں بیان کردہ آٹا صابن وغیرہ بنانے کے لئے استعمال کیا جائے تو پاک ہے۔ کیونکہ مسلّم اصول ہے کہ جس چیز کی ماہیت تبدیل ہوجائے وہ پاک ہوجاتی ہے۔ مثلاً ناپاک تیل۔ ''بحر'' میں ہے کہ چیز کی ماہیت بدلنے سے اُس کی (نجاست و خباثت) کی صفت ختم ہوجاتی ہے۔ المجتبیٰ میں ہے کہ صابن میں ناپاک تیل استعمال کیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ اس طرح سے اس کی ماہیت بدل جاتی ہے' اور امام محمدؒ کے نزدیک تبدیل شدہ چیز پاک ہوجاتی ہے اور عمومی حرج و تکلیف کی بناء پر اُسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اس اصول کو ''عنایہ'' کی یہ عبارت نہیں رد کرتی کہ جس آٹے میں شراب یا خون مل جائے، وہ نہیں کھایا جائے گا' اور نہ ہی (اس کو جائز قرار دینے کے لئے) کوئی حیلہ کارگر ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ جس آٹے میں ناپاک چیز پڑ جائے، وہ جدا مسئلہ ہے اور آٹا نجس و ناپاک ہوجائے، یہ مسئلہ بالکل جدا ہے۔ دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ اسی طرح ''عنایہ'' میں ہے کہ ناپاک آٹا، جس میں شراب اور خون مل جائے اسے تقسیم کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یعنی وہ پاک نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: اناج کو خوشوں سے نکالتے وقت بیل وغیرہ جانور اجناس کے ڈھیر پر گھومتے ہیں، جسے ''گاہ'' کہا جاتا ہے۔ اس دوران جانور پیشاب بھی کرتے ہیں۔ جوار جدا کرنے کے بعد سرکنڈوں کو سرسوں کا تیل کڑوا کرنے کے لئے کولھو میں ڈالا جاتا ہے۔ مذکورہ صورت میں شرعاً تیل پاک ہے یا نہیں؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر یہ صورتحال عام ہے جو تخفیف کا تقاضا کرتی ہے۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کے پیشاب سے اشیاء کو پاک کرنے کے لئے امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے۔ اس ضمن میں ''متانہ'' میں مضمرات کا قول نقل کیا گیا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، اُن کا پیشاب امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناپاک اور امام محمد کے نزدیک پاک ہے۔ اگر وہ پانی میں پڑ جائے تو فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر اور اناج کے ڈھیر میں پڑجائے تو فتویٰ امام شیبانی کے قول پر ہے۔ امام محمد کے قول کے مطابق جس پر فتویٰ ہے اجناس کی سرکنڈوں وغیرہ پر بیل وغیرہ پیشاب کرے تو وہ ناپاک نہیں۔ اس لئے کولھو میں ڈالے جائیں تو وہ تیل ناپاک نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: چمار کچی کھال ناپاک پانی میں بھگودیتا ہے، اس کے

بعد لوہے کے آنکڑے سے رگڑ رگڑ کر صاف کرتا ہے، سوکھنے کے بعد اُس کی مٹی اور بال وغیرہ ہٹائے جاتے ہے اور اس میں تیل ڈالتے ہیں۔ کیا کھال کو پاک کرنے کی یہ صورت شرعاً صحیح ہے؟ کھال تیل میں ڈالی جائے تو کیا تیل ناپاک ہوجائے گا؟

جواب: ظاہر یہ ہے کہ جب جانوروں کو ذبح کیا جائے، اُن کی کھال رنگنے سے پہلے ہی پاک ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ النہر الفائق میں ہے کہ جو بھی کھال رنگی جائے وہ پاک ہے۔ یہاں ناپاک کھال رنگنا مراد ہے۔ کیونکہ بصورت دیگر جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، اُن کی کھال ذبح کرتے ہی پاک ہوجاتی ہے۔ قطع نظر اس امر سے کہ کھال اُس جانور کی ہو، جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، یا نہیں کھایا جاتا۔ ذبح کردہ کھال کو رنگنے کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ رہا مسئلہ نجس کھال کو پاک کرنے کا، تو اس ضمن میں عالمگیریہ میں ہے کہ جس کھال کو رنگا جائے اور اُس کے اندر ناپاکی جذب ہوتو دیکھا جائے گا کہ وہ سخت ہے اور اپنی سختی کی بنا پر اپنے اندر نجاست جذب نہیں کرتی تو علماء کی تصریحات کے مطابق دھونے سے پاک ہوجائے گی۔ اس کا تقاضا ہے کہ بیان کردہ کھال بغیر دھونے کے پاک نہیں ہوگی، مگر یہ ایسی عام تکلیف اور حرج کی بات ہے، جو تخفیف اور نرمی کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ یہ اصول اوپر بیان ہوا کہ جس مسئلے میں حرج اور عمومی تکلیف ہو، اُس میں تخفیف کی صورت پیدا کرنا ضروری ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ کسی چیز کی نجاست کو لوہے یا آلات کی مدد سے رگڑ کر پاک صاف کرنا زیادہ کارآمد اور مؤثر ہوتا ہے، بمقابلہ ہاتھ سے رگڑنے اور دھونے کے۔ پس کھال کی نجاست کو مٹی سے رگڑ کر پھر لوہے کے آلات سے بھی اُسے پاک صاف کیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس طرح کھال پاک ہوجائے گی، چنانچہ عالمگیریہ میں ہے کہ اون پر جسم رکھنے والی ناپاکی لگ جائے اور خشک ہوجائے تو رگڑنے سے وہ پاک ہوجائے گی۔ جس طرح (کھال کے) موزے پاک کیے جاتے ہیں۔ اس طرح مضمرات میں بھی ہے۔ واضح ہو کہ موزوں پر نجاست اگرچہ گیلی لگ جائے، رگڑ کر اُس کا پاک کرنا، یہ فتویٰ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق ہے۔ ''بحر'' میں ہے کہ موزوں کو رگڑ کر صاف کرنا، جس میں سوکھنے کی شرط عائد نہیں، اس میں اشارہ ہے کہ یہ فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک نجاست کی تر اور خشک ہونے کا فرق ملحوظ خاطر نہیں اور ان کے قول کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے۔ ''نہایہ'' ''عنایہ'' 'خانیہ'' اور ''خلاصہ'' میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ ''فتح القدیر'' میں ہے کہ عموم بلوٰی کی بناء پر یہی مختار قول ہے۔ جیسا کہ قاضی خان میں ہے۔ اگر ناپاکی ٹھوس جسم والی نہ ہو، مثلاً شراب و پیشاب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس میں ایسی چیز مل جائے جس کا جسم ہو مثلاً: مٹی تو رگڑنے سے وہ پاک ہوجائے گی اور یہ قول صحیح ہے۔ ''التبیین'' میں اسی طرح ہے اور نظریۂ ضرورت کے تحت اسی پر فتویٰ ہے۔ (معراج الدرایہ) آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ زیر بحث مسئلہ میں بھی عموم بلویٰ اور نظریۂ ضرورت کار فرما ہے۔ تاہم اسے عالمگیریہ کے حوالے سے مذکورۂ بالا اون کو پاک کرنے کے مسئلے پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اب جبکہ فتویٰ دیئے گئے قول، کے مطابق پیشاب جیسی نجاست ٹھوس جسم رکھنے والی نہ ہو، اگر اُس میں مٹی مل جائے تو اُسے رگڑنے سے موزے پاک ہوتے ہیں تو اسی اُصول کے مطابق مذکورہ بالا کھال لوہے کے آلات سے رگڑی جائے تو پاک کیوں نہیں ہوگی؟ جبکہ یہ عمل نسبتاً ہاتھ سے رگڑنے سے زیادہ مؤثر و مفید ہے۔ بشرطیکہ اس طریقہ سے رگڑنے کے بعد نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ پس غور کرو، ہر مصیبت میں، اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنے والا ہے اور وہی علیم خبیر ہستی ہے۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کسی چیز کی نوک یا سرے سے ناپاکی کو رگڑنا، اُسے پاک کرنے کا ایک سبب ہے۔ چنانچہ ''اشباہ'' میں ہے کہ ناپاک لکڑی کو رگڑنے سے اُس کی اوپر کی سطح ختم ہوجاتی ہے اور وہ پاک ہوجاتی ہے۔ بعینہٖ ناپاک کھال کی سطح کو رگڑنے سے بھی اُس کی ناپاکی ختم ہوجائے گی اور وہ پاک ہوجائے گی، کیونکہ اس عمل کے ذریعے بالائی سطح ختم کرنا عین ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: ایک شخص نے مسجد کی چھت کی لپائی ناپاک مٹی سے کی۔ گارا سوکھ گیا اور اس کے بعد بارش ہوئی اور چھت گیلی ہوگئی، جس سے پانی رس کر نمازیوں کے کپڑوں اور جسم پر پڑا۔ کیا اس صورت میں وہ کپڑے اور جسم ناپاک ہوجائیں گے؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر ناپاک گارہ کے ذریعے جس چھت کی لپائی کی گئی ہو، اگر سوکھ جائے تو مختار مذہب کے مطابق پانی لگنے سے ناپاک نہیں ہوگی۔ ''بحر'' میں ہے کہ ناپاک زمین خشک ہوجائے اور نجاست کا اثر زائل ہوجائے تو پاک ہوجائے گی اور اس کا وہی حکم ہوگا، جو اس کے بارے میں ثابت ہے۔ (یعنی اس پر نماز پڑھنا اور اس سے تیمم کرنا وغیرہ امور جائز ہیں۔) ''اشباہ'' میں ہے کہ: زمین کی رطوبت دھوپ میں خشک ہوجائے، پھر اسے پانی لگ جائے تو دوبارہ ناپاک نہیں ہوگی۔ یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ ''بحر'' کے مصنف نے بحوالہ مجتبیٰ اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ لہٰذا چھت سوکھ جانے کے بعد وہ پاک ہوجائے، پھر اسے پانی لگ جائے تو اس میں نجاست عود نہیں کرے گی۔ بنابریں پانی اس سے گذر کر یا رِس کر نمازیوں کے جسم یا کپڑوں پر لگ جائے تو ناپاک نہیں ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: بڑا حوض بارش کے پانی سے بھر جائے اور اس میں نجاست پڑ جائے مثلاً لید، گوبر وغیرہ۔ ظاہر ہے دس بائی دس ہاتھ کا ہو تو پاک اور جو اس سے چھوٹا ہو اور اس کے بعد میں نجاست موجود ہو، جبکہ اس کے پانی کی ماہیت میں کوئی تبدیل بھی رونما نہ ہو تو کیا ایسے تالاب کا پانی ناپاک ہوجائے گا؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر اشباہ کی عبارت کا تقاضا ہے کہ نجاست کے زوال کے بعد چھپر ناپاک نہیں ہوگی۔ اگر پانی کا کوئی ایک وصف گوبر یا لید کی بنا پر تبدیل ہوجائے تو پانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ ''البحر'' میں ہے کہ علمائے کرام کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ پانی کا کوئی ایک وصف بدل جائے تو قطع نظر اس امر سے کہ پانی زیادہ ہو یا کم، جاری ہو یا کھڑا ہو، اُس پانی سے پاکائی حاصل کرنا جائز نہیں۔ اگر اس کا کوئی وصف تبدیل نہیں ہوا تو پھر پانی کم ہونے کی صورت میں ناپاک ہوگا، زیادہ ہونے کی صورت میں ناپاک نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

(حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: استعمال شدہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ اگر فرض کیا جائے کہ پاک ہے اور اس سے ناپاک کپڑا دھویا جائے تو کیا پاک ہوجائے گا۔ بینوا وتوجروا

جواب: ظاہر ہے کہ استعمال شدہ پانی صحیح' فتویٰ دیئے گئے قول کے مطابق پاک ہے اور یہی ظاہری پسندیدہ روایت ہے (تصحیح القدوری) امام محمدؒ امام ابو حنیفہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ صدر حسام الدین الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ فخر الاسلام شرح الجامع میں فرماتے ہیں کہ یہی ظاہری اور مختار روایت ہے ابونصر اقطع نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے ہدایہ میں ہے کہ امام محمد کے قول کے مطابق یہی امام ابو حنیفہ کی روایت ہے کہ ایسا پانی پاک ضرور ہے مگر پاک کرنے والا نہیں اور یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ بحر میں ہے کہ امام محمد کے نزدیک استعمال شدہ پانی پاک کرنے والا ہے' اور یہی قول زیادہ پسندیدہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس بارے میں امام ابو حنیفہ سے دو روایات ہیں۔ امام محمد کی بیان کردہ روایت کے مطابق ان کے نزدیک وہ پانی پاک ہے پاک کرنے والا نہیں۔ اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں۔ مشائخ نے امام محمد کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے، یہاں تک کہ مجتبیٰ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ تمام علماء کی صحیح روایات میں آیا ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک کرنے والا ہے (یعنی صرف) پاک نہیں۔ فخر الاسلام شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہی قول مختار ہے جو عام کتابوں میں امام محمد سے منقول ہے اور اسے ماوراء النہر کے محقق مشائخ نے اختیار کیا ہے۔ محیط میں ہے کہ یہی بات امام ابوحنیفہ سے مشہور اور اکثر کتابوں میں مذکور ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جس میں یہ تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ جنبی کو بھی پاک کرسکتا ہے یا نہیں۔

(جاری ہے)